OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
***Vol:* 4, *Issue:* 1**
journalrushd@gmail.com**Email:**
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr. Asim Iqbal[1]

Razia Nisar[2]

پاکستانی خاندانی نظام پر کرونا وباء کے اثرات: ایک تحقیقی جائزہ

Effects of the Corona Epidemic on the Pakistani Family System: An exploratory review

Abstract

This paper aims to discuss the effects of the Corona Epidemic on the Pakistani family system and its review in the light of Islamic teachings. It defines epidemic disease and family system with required fundamental concepts. How a household and domestic order receive the impact of Covid-19 and what is output in term of positive and negative is a significant contribution done through this research. This analytical method studied and surveyed the situation keeping in view a statistical examination and fundamental Islamic concept of family structure and its multiple ties to exercise a beautiful links and relationship. This work finds that there are positive impacts of Covid-19 on family system providing attention to the multiple phases of Islamic domestic living styles. On the other hand, there are some negative aspects which are required to address

1 Assistant Professor, Faculty of Arabic & Islamic Studies, Mohi-ud-Din Islamic University, Nerian Shareef, AJK

2 PhD Scholar, Department of Quran and Tafseer, IIUI, Islamabad

through the manifold dimensional mechanism. Hence, Islamic teachings provide direction to exercise in difficult circumstances saving humanity falling into any psychological and physical disaster .

Keywords: Covid-19, Pakistani Family, Positive Phases, Negative Aspects, Islamic Teachings

تعارف

اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر انسان کی راہنمائی کے لیے قرآنی تعلیمات اور سنتِ رسول ﷺ کی صورت میں زندگی کا ایک مکمل ضابطہ نازل کیا۔ دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو انفرادی اور اجتماعی حوالوں سے اور معمول کے حالات کے ساتھ ساتھ ہنگامی صورت حال میں بھی بہترین زندگی گزارنے کے لیے مختلف قوانین، اصول اور ضابطے عطا کرتا ہے۔ روئے زمین پر انسان کے ورود کے ساتھ ہی یہاں اسے مختلف حالات اور مشکلات و مصائب کا سامنا رہا۔ ان ہی مصائب و مشکلات میں سے دورِ جدید میں ایک عالمگیر وباء کا انسانیت کو سامنا ہے جسے کرونا وائرس یا کووڈ 19 کا نام دیا گیا۔ اس وباء کی ابتدء دسمبر 2019ء کو چین کے ایک شہر وہان سے ہوئی۔ چند دنوں اور مہینوں میں آہستہ آہستہ اس وباء نے پورے عالَم پر اپنے اثرات ظاہر کیے۔ روئے زمین پر آج سے پہلے آنے والے متعدد وبائی امراض میں سے کرونا وائرس ہی وہ واحد وباء ہے جو کم و بیش پوری دنیا کے تمام ممالک میں پھیل چکی ہے۔ کہیں اس کے اثرات کم اور کہیں زیادہ ہیں لیکن اب یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی ملک بھی اس وباء سے بچ نہیں سکا۔ اس وباء نے دنیا کے ہر شعبے مثلاً تجارت، صنعت، سیاحت اور تعلیم و تعلم وغیرہ کو شدید نقصان پہنچایا۔ اس وباء نے دنیا بھر کے خاندانی نظاموں کو بھی شدید متاثر کیا۔ پاکستانی خاندانی نظام جو کہ اسلامی اصولوں پر قائم ہے، یہ بھی اس وباء کے سبب شدید مشکلات کا شکار رہا ہے۔ لیکن بعض حوالوں سے خاندانی نظام پر بہت سے مثبت اور خوشگوار اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ ان تمام اثرات کا جائزہ اور ان پر بحث آنے والی سطور میں کی جاتی ہے۔

کروناوائرس اعداد و شمار

دسمبر2019ء کو چین سے پھوٹنے والی وباء کروناوائرس نے پوری دنیا کے لوگوں کو بلا تفریق مذہب و ملت، امیر و غریب اور رنگ و نسل شدید متاثر کیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں اس کے اثرات دوسرے ممالک کی نسبت کافی زیادہ ریکارڈ کیے گئے۔ عالمی ادارہ صحت(WHO) کے اب تک(14-06-2022) کے اعداد و شمار کے مطابق کم و بیش اڑھائی سال کے عرصے سے پھیلتی اس وباء نے اب تک پوری دنیا میں تقریباً532887351 (ترپن کروڑ اٹھائیس لاکھ ستاسی ہزار تین سو اکاون) افراد کو متاثر کیا ہے اور تقریباً6307021 (تریسٹھ لاکھ سات ہزار اکیس) لوگ اس وباء کے سبب لقمہِ اجل بن گئے۔ پچھلے کچھ عرصے سے اس کی ویکسین بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے جس سے اس وباء کی شدت اور اس کے منفی اثرات میں روز بروز کمی دیکھی جارہی ہے۔

پاکستان میں اس وباء کی تباہ کاریاں دنیا کے بیشتر ممالک کے مقابلے میں کافی کم رہی ہیں۔ NCOC کے مطابق پاکستان میں اب تک اس وباء سے متاثرہ افراد کی تعداد1531242 (پندرہ لاکھ اکتیس ہزار دو سو بیالیس) ہے۔ جبکہ اس وباء کے سبب اب تک تقریباً30381 (تیس ہزار تین سو اکاسی) افراد موت کی وادی تک جا پہنچے ہیں۔ ذیل میں ٹیبل کی صورت میں مختلف صوبوں کے متاثرین افراد کی تعداد کو دیکھایا گیا ہے۔

صوبہ	تصدیق شدہ کیسز	فعال کیسز	اموات	صحت یاب
پنجاب	507469	2118	13565	491786
سندھ	577864	2520	8107	567237
خیبر پختونخواہ	219738	528	6324	212886
بلوچستان	35506	20	378	35108
اسلام آباد	135593	429	1024	134140
گلگت بلتستان	11752	15	191	11546
آزاد جموں کشمیر	43352	43	792	42517

ٹیبل نمبر1: صوبائی سطح پر کرونا کیسز کی تعداد

مندرجہ بالا ٹیبل کی معلومات ذیل میں چارٹ کی صورت میں دیکھائی گئی ہیں۔

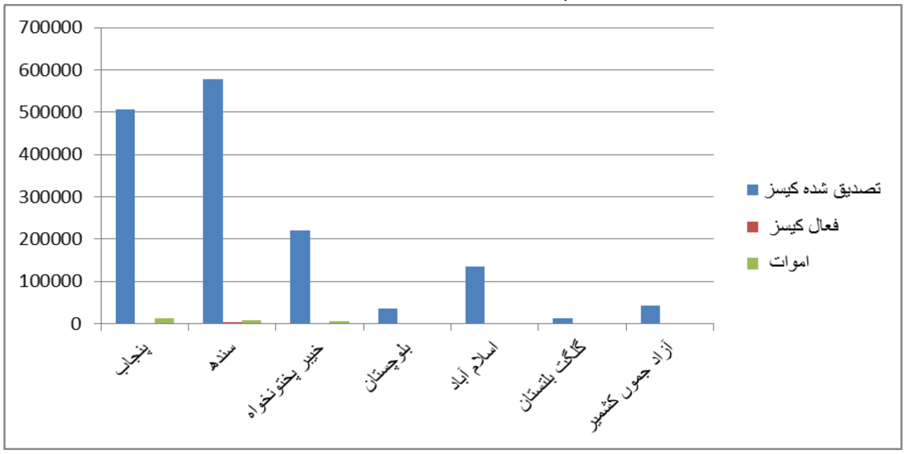

چارٹ نمبر:1

سطور بالا میں بیان کردہ حقائق، تفصیلات اور اعداد و شمار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کرونا وائرس (کوڈ19) ایک موذی اور وبائی مرض ہے جس کی شدّت اور پھیلاؤ انتہائی حد تک خطرناک ہے اور یہ کہ اس نے پوری دنیا کے تمام ممالک، افراد اور شعبوں کو متاثر کیا ہے۔

وباء کی تعریف

لغوی اعتبار سے وباء اس بیماری کو کہتے ہیں جو ہوا میں کسی خرابی یا آلودگی کے سبب پھیل جاتی ہے۔ متعدی بیماری، مرگ عام وغیرہ۔[1] عربی لغت میں وباء درج ذیل معنی میں مستعمل ہے:

"وَبَأ: كُلُّ مرضٍ شديد العدوى، سريع الانتشار من مكان إلى مكان، يصيب الإنسان والحيوان والنَّبات، وعادةً ما يكون قاتلاً كالطّاعون :-وَباءُ الكوليرا/ الطَّاعون۔ "[2]

1 مولوی، فیروز الدین (لاہور: فیروز اللغات، فیروز سنز، 1990)، ص: 1405
Maulvi, Firozuddin, (Lahore: Feroz ullughat, Feroz Sannz, 1990), S. 1405.

2 مختار عمر، أحمد، معجم اللغة العربية المعاصرة (القاهرة: عالم الكتب، 1429 ھ)، 3 : 2392

"وباء ہر انتہائی متعدی بیماری کو کہتے ہیں جو تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلتی ہے، انسان، جانور اور پودے اس متاثر کرتی ہوتے ہیں، اور طاعون کی طرح مہلک ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہیضہ اور طاعون کی وباء۔"

حدیثِ مبارکہ میں بھی وباء کا اطلاق طاعون اور اس جیسی ایسی تمام متعدی بیماریوں پر ہوتا ہے جو باہمی میل جول سے تیزی سے پھیلتی ہیں۔[1]

اردو زبان کی معروف لغت فرہنگِ آصفیہ کے مطابق وباء سے مراد موت، مرگ عام یا مرگِ عالم جو ہوا خراب ہو جانے سے واقع ہوتی ہے، مری، مہامری، اُرنی بیماری، پھیلنے والے یا متعدی بیماری جیسے ہیضہ وغیرہ۔[2]

گویا وبائی مرض یا متعدی مرض اس بیماری کو کہا جاتا ہے جو ایک فرد سے دوسرے تک منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ منتقلی مختلف ذرائع مثلاً چھونے سے، سانس کے ذریعے، اکٹھے کھانے پینے سے ہو سکتی ہے۔ بنیادی طور پر بیماری کی دو اقسام ہیں متعدی اور غیر متعدی۔ متعدی یا وبائی مرض اس بیماری کو کہا جاتا ہے جو ایک فرد سے دوسرے تک کسی بھی ذریعے سے منتقل ہو جاتی ہے۔ جبکہ غیر متعدی مرض اس بیماری کو کہا جاتا ہے جو اس طرح منتقل نہیں ہوتی۔

خاندان: معنیٰ و مفہوم اور تعارف

عربی زبان میں خاندان یا کنبے کے لیے "الاسرۃ" انگریزی زبان میں (Family) اور فارسی میں خانوادہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ عرف عام میں "الاسرۃ" کا لفظ کنبہ، قبیلہ، برادری کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ القاموس المحیط میں ہے:

Mukhtar Umar, Ahmed, "Mu'jam al-Lughah al-'Arabiyyah al-Mu'asirah" (Al-Qahira: 'Alam al-Kutub, 1429 H), 3:2392.

1 البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح (دمشق: دار ابن كثير، دار اليمامة، 1981)، رقم الحديث: 5397

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, "Al-Jami' al-Sahih" (Dimashq: Dar Ibn Kathir, Dar al-Yamama, 1981), Hadith number: 5397.

2 دہلوی، سید احمد، فرہنگِ آصفیہ (لاہور: مطبع رفاہ عامہ پریس، مئی 1998ء)، 4:645

Dehlvi, Syed Ahmed, "Farhang-e Asafiya" (Lahore: Matba-e Rafa Aamah Press, May 1998), 4:645.

"الأسر: الشد والعصب وشدة الخلق "[1]

"الاَسر، سختی، مضبوطی اور تخلیق میں پختگی۔"

قرآن پاک میں اس کا تذکرہ یوں آیا ہے:

﴿نَحۡنُ خَلَقۡنَٰهُمۡ وَشَدَدۡنَآ أَسۡرَهُمۡ﴾[2]

"ہم نے انھیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کیے۔"

عربی زبان میں خاندان کے لیے "الاسرۃ" کے علاوہ "عائلة" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے مرد سربراہِ خاندان کا مقام رکھتا ہے اور عربی میں سربراہِ خاندان کے لیے "عيال الرجل" کی اصطلاح مستعمل ہے:

"وعيال الرجل وعيله: الذين يتكفل بهم"[3]

"مرد کے عیال سے ایسے افراد مراد ہیں جو اس کی کفالت میں ہوں۔"

گویا خاندان سے مراد وہ لوگ ہیں جو باہم قرابت داری کے رشتہ سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ رشتے ایک دوسرے کے ساتھ ماں، باپ، میاں، بیوی، بہن بھائی کی حیثیت سے ایک گھر میں ایک چھت تلے زندگی بسر کر رہے ہوں۔

اصطلاحی مفہوم

موسوعہ الفقهية الكويتيه میں خاندان کا مفہوم درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"أسرة الإنسان: عشيرته ورهطه الأدنون، مأخوذ من الأسر، وهو القوة،

---

1 فيروز آبادي، محمد بن يعقوب، القاموس المحيط (بيروت: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، 2005)، ص: 437

Fayruz Abadi, Muhammad ibn Ya'qub, "Al-Qamus al-Muhit" (Beirut: Muassasat al-Risalah lil-Tiba'ah wa al-Nashr wa al-Tawzi', 2005), p. 437.

2 القرآن: 76:28

Al-Quran, 28:76

3 ابن منظور، محمد بن مكرم، لسان العرب (بيروت: دار صادر، 1414 ھ)، 11: 488

Ibn Manzur, Muhammad ibn Mukarram, "Lisan al-Arab" (Beirut: Dar Sader, 1414 H), 11:488.

والأسرة : عشيرة الرجل وأهل بيته"[1]

"انسان کا خاندان، اس کی اولاد اور والد کی طرف سے قرابت داروں کو کہا جاتا ہے۔ اور "أسرة" اسر سے ہے، اسر طاقت کو کہا جاتا ہے۔ آدمی کے گھر والوں اور خاندان کو "أسرة" کہتے ہیں۔"

محمد بن عبد الرزاق اسرہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"أقارب الرجل من قِبل أبيه"[2]

"مرد کے والد کی طرف سے قرابت داروں کو اسرہ کہتے ہیں"

قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ کی رو سے خاندان کا اطلاق بیوی، اولاد اور پوتے، پوتیوں پر ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾[3]

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اس نے تمھاری بیویوں سے تمہیں بیٹے پوتے عطا کیے۔"

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"الأسرة: عشيرة الرجل وأهل بيته، لأنه يتقوى بهم"[4]

"اسرة سے مراد ہے: آدمی کا خاندان اور اس کے گھر والے، کیونکہ وہ ان کے ذریعے قوت حاصل

1 مجموعة من العلماء، الموسوعة الفقهية الكويتية (مصر: مطابع دار الصفوة، 1427هـ)، 4: 223
Majmoo'a min al-Ulama, "Al-Mawsu'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah" (Misr: Matba'at Dar al-Safwa, 1427 H), 4:223.

2 زبيدي، محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواهر القاموس (الكويت: وزارة الإرشاد والأنباء، 1423هـ)، 10 : 51
Zubaidi, Muhammad ibn Abdul Razzaq, "Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus" (Al-Kuwait: Wizarat al-Irshad wa al-Anba', 1423 H), 10:51.

3 القرآن:16:72
Al-Quran, 16:72

4 الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان (مكة المكرمة: دار التربية والتراث، 2001)، 10: 339
At-Tabari, Muhammad ibn Jarir, "Jami' al-Bayan" (Makkah al-Mukarramah: Dar at-Tarbiyah wa at-Turath, 2001), 10:339.

کرتا ہے۔"

درج بالا لغوی و اصطلاحی تعریفات اور قرآنی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان افراد کا ایک ایسا گروہ ہے جس میں خونی رشتہ قائم ہوتا ہے اور وہ تمام افراد ایک دوسرے سے مختلف حوالوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ خاندان میں عام طور پر دادا، دادی، ماں، باپ، اولاد، بھائی بہن، چچا، چچی، پھوپھیاں وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ خاندان میں مرد کی طرف سے آنے والے افراد کو شمار کیا جاتا ہے۔

عائلی نظام اور اس کی اہمیت و افادیت (اسلامی نقطہ نظر)

کسی بھی معاشرے کی بنیاد اور اصل خاندان اور خاندانی نظام ہوتا ہے۔ اگر عائلی نظام مستحکم اور پختہ اصولوں اور روایات پر قائم ہو تو یہ نا صرف انسانی فطری تقاضوں کو پورا کرتا ہے بلکہ قوم وملت کی ترقی وخوشحالی کی ضمانت بھی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی معاشرے میں اگر عائلی نظام الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار ہو تو اس سے قوم وملت کی ترقی شدید متاثر ہوتی ہے، کیونکہ خاندان سے ہی اقوام و ملل تشکیل پاتی ہیں۔ اس لیے اگر خاندانی نظام مستحکم اور پر سکون نہ ہو تو اس سے قومیں متاثر ہوتی ہیں۔ لہٰذا دنیا کی ہر قوم اور تمام انسانی معاشروں کی ترقی کے لیے مستحکم اور پختہ اصولوں وروایات پر مبنی ایک بہترین عائلی نظام ایک ناگزیر فطری ضرورت ہے۔ اسی فطری انسانی ضرورت کے سبب قدیم وجدید تمام معاشروں میں انسان نے کبھی بھی اس کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ انسانیت کی قدیم ترین تاریخ سے لیکر آج تک انسان نے ہمیشہ اجتماعی معاشرتی زندگی گزاری ہے۔ انسانی نسل کی بقاء اور ترقی بھی مرد وعورت کے ایسے پاکیزہ صنفی تعلق پر منحصر ہے جو پائیدار اصولوں پر قائم ہو۔ جو ایک طرف فریقین کو تحفظ عطا کرے اور دوسری طرف اولاد کی تربیت کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کرے۔

انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی کے لیے بھی خاندانی نظام ایک ناگزیر ضرورت ہے کیونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ اس اکائی کے بغیر کوئی بھی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی، خاندان کی ضرورت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"تمدن کا وجود ہی اس وقت ہوتا ہے جب ایک مرد و عورت مل کر ایک گھر بناتے ہیں اور خاندان کی تشکیل کرتے ہیں۔ اولاد ہوتی ہے اور خاندان وسیع ہوتا ہے تو اس کے دائرے میں والدین اور دیگر رشتے دار آ جاتے ہیں۔ پھر بہت سے خاندان وجود میں آتے ہیں اور

ایک معاشرتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور تمدن پروان چڑھتا ہے۔"[1]

خاندان اور رشتے ناطے انسان کی فطری ضرورت ہیں۔ دینِ فطرت ہونے کی حیثیت سے اسلام جہاں زندگی کے دوسرے تمام شعبوں کے حوالے سے مکمل رہنمائی اور اصول وضوابط فراہم کرتا ہے وہاں وہ خاندانی نظام کے لیے بھی عائلی قوانین کا بھی ایک مکمل لائحہ عمل متعارف کرواتا ہے۔ دینِ اسلام خاندان کو ایک فطری تقاضے اور ضرورت کے علاوہ ایک دینی تقاضا بھی قرار دیتے ہوئے اس کو اختیار کرنے اور اسے مضبوط و مستحکم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ دینِ اسلام کی آخری الہامی کتاب میں واضح انداز میں بتایا گیا کہ جو انبیاء ورسل تشریف لائے ان تمام نے ایک عام انسان کی طرح زندگی گزاری اور خاندانی زندگی کو اختیار کیا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾[2]

"اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور اولاد بنائیں۔"

ایک پُر آسائش و پر سکون کی زندگی گزارنا ہر انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے۔ آرام و سکون انسان کو اپنے گھر سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ انسان کے خالق نے اس کے جسمانی، ذہنی اور روحانی سکون کی خاطر اسے ایک ساتھی اور اولاد جیسی نعمت عطاء کی۔ قرآن مجید اولاد کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتا ہے۔[3] زوجین کے باہمی رشتے اور مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا﴾[4]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا فرمائی تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔"

1 ندوی، رضی الاسلام، اکیسویں صدی کے سماجی مسائل اور اسلام (لاہور: مکتبہ قاسم العلوم، 2017ء)، ص:27

Nadwi, Radhi al-Islam, "Ikkisvi Sadi ke Samaji Masail aur Islam" (Lahore: Maktaba Qasim al-Uloom, 2017), S. 27.

2 القرآن: 13:38

Al-Quran, 13:38

3 القرآن: 25:74

Al-Quran, 25:74

4 القرآن: 30:21

Al-Quran, 30:21

اسلام کے تصوّرِ خاندن کی ابتداء عملِ نکاح سے ہوتی ہے۔ دینِ اسلام نہ ہی جنسی تسکین کے لیے مکمل آزادی دیتا ہے اور نہ عیسایت کی طرح رہبانیت کے کو پسند کرتا ہے۔ اسلامی شریعت میں ہر قسم کے خفیہ اور چوری چھپے تعلق کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔[1] اس کے نزدیک جنسی تسکین کا واحد جائز ذریعہ نکاح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾[2]

"اور نکاح کرو ان کے جو تم میں سے بے نکاح ہیں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے ایک فرمان میں ایسے لوگوں کو وعید سنائی ہے جو استطاعت کے باوجود نکاح نہیں کرتے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"من قدر على أن ينكح، فلم ينكح فليس منّا"[3]

"جو شخص نکاح کی طاقت رکھنے کے باوجود نکاح نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔"

اسلامی عائلی نظامِ زندگی کے بنیادی اصولوں میں عقدِ نکاح، طلاق، خلع، نان و نفقہ، وراثت، وصیت اور رضاعت شامل ہیں۔ قرآن مجید میں جملہ افرادِ خانہ کے حقوق و ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں۔ میاں بیوی کے حقوق، ماں باپ کی ذمہ داریاں اور ان کے حقوق کیا کیا ہیں؟ غرض ایسے احکام کا تعلق زوجین سے ہو، والدین سے ہو یا اولاد سے، قرآن مجید میں اس حوالے سے تفصیلی احکام موجود ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں عائلی قوانین بیان ہوئے ہیں وہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ کائنات کے خالق کی طرف سے مقرر کی گئی حدیں ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ایسی تمام حدود کی پاسداری کرنی ہوگی اور بدلے میں اخروی کامیابی کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

---

1 القرآن: 4:25
Al-Quran, 4:25

2 القرآن: 24:32
Al-Quran, 24:32

3 الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن، سنن الدارمي (المملكة العربية السعودية: دار المغني للنشر والتوزيع، 1412هـ)، رقم الحديث: 2210
Ad-Darami, Abdullah ibn Abdul Rahman, "Sunan ad-Darami" (Al-Mamlakah al-Arabiyyah as-Saudiyyah: Dar al-Maghni lil-Nashr wa al-Tawzi', 1412 H), Hadith number: 2210.

الْأَنْهَارُ﴾[1]

"یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا اطاعت گزار ہو گا، اس کو اللہ ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں، وہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامرانی ہے۔"

جہاں ایک طرف ان حدود کی پاسداری کرنے پر جنت اور حقیقی کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے وہاں دوسری طرف ان حدود سے تجاوز کرنے پر شدید قسم کے عذاب کا خبر بھی دی گئی۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾[2]

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا اسے وہ آگ میں ڈالے گا، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔"

درج بالا نصوص سے اسلام کا تصوّرِ خاندان اور اس کی اہمیت و افادیت واضح ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ دیگر مذاہب اور معاشروں کے برعکس دینِ اسلام میں خاندان کی فطری ضرورت کے علاوہ یہ ایک دینی ضرورت اور تقاضا بھی ہے جس کے لیے نکاح، نان و نفقہ، طلاق و خلع اور وراثت وغیرہ کے اصول و قوانین نازل کیے گئے۔ اور خود نبی کریم ﷺ نے ان قوانین کو عملی صورت میں معاشرے میں نافذ بھی کیا۔

کرونا وباء کے خاندانی نظام پر اثرات

دورِ جدید میں اس عالمی وباء کرونا وائرس نے بلاشبہ دنیا کے تمام ممالک اور اقوام کو شدید متاثر کیا ہے۔ اس وائرس کی وجہ سے تمام ممالک کی معیشت و اقتصادیات، علوم و فنون، سیر و سیاحت اور تعلیم و تعلم پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ افرادِ معاشرہ کی انفرادی و اجتماعی زندگیاں بھی اس سے شدید متاثر ہوئیں۔ خاندان اور خاندانی نظام پر بھی اس وباء نے بعض پہلوؤں سے انتہائی منفی اور تکلیف دہ اثرات مرتّب کیے

1 القرآن: 4:13

Al-Quran, 4:13

2 القرآن: 4:14

Al-Quran, 4:14

لیکن اس کے برعکس بعض پہلوؤں سے اس وائرس نے خاندانی نظام پر بڑے خوشگوار اور مثبت اثرات بھی مرتب کیے ہیں۔ سطورِ ذیل میں خاندانی نظام پر اس وباء کے انہی مثبت و منفی اثرات کے حوالے سے بحث و تحقیق کی جاتی ہے۔

مثبت اثرات:

اس جہانِ فانی میں انسان کو اکثر اوقات بہت سے مشکل اور حیرت انگیز حالات سے واسطہ پڑتا ہے جو بظاہر تو انسان کے لیے سراسر نقصان و خسران کا سبب بنتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان مشکل حالات میں کئی حوالوں سے انسان کے لیے بہتری موجود ہوتی ہے۔ خالقِ کائنات کا فرمان ہے:

﴿ وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ شَرّٞ لَّكُمۡۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴾[1]

"اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (حقیقت حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لیے تکالیف بھی باعثِ رحمت و اجر ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ".[2]

"مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہو ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے۔"

---

1 القرآن: 2: 216
Al-Quran, 2:216

2 القشيري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم (تركيا: دار الطباعة العامرة، 1334ھ)، رقم الحديث: 2999
Al-Qushayri, Muslim ibn Hajjaj, "Sahih Muslim" (Turkey: Dar al-Tiba'a al-'Amira, 1334 H), Hadith number: 2999.

"مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حُزْنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلاَّ كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ "[1]

"مسلمان کو جو بھی تھکان، مرض، پریشانی، صدمہ، تکلیف یا غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

درج بالا آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ بہت سی بری اور ناپسندیدہ چیزوں میں بھی بعض اوقات بھلائی اور بہتری کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ کرونا وباء کے سبب بھی دنیا بھر میں نظامِ زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات کو بہت سے مسائل اور اثرات کا سامنا رہا ہے ان میں سے کچھ اثرات بعض حوالوں سے مثبت بھی تھے۔ خاندانی نظام پر بھی اس وباء کے سبب بہت سے مثبت پہلو ظاہر ہوئے ہیں۔ پاکستان میں بطورِ خاص خاندانی نظام پر اس وباء کے درج ذیل مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

باہمی میل جول میں اضافہ

اس خطرناک وائرس سے بچاؤ کے لیے دنیا بھر کے تمام ماہر طبیبوں نے سماجی فاصلے کو سب سے اوّل اور اہم حفاظتی تدبیر کے طور پر اپنانے کا مشورہ دیا۔ وباء کے ابتدائی ایّام سے ہی دنیا بھر کی تمام اقوام اور افراد نے سماجی دوری کو اپنایا جس سے بڑی حد تک وباء کے پھیلاؤ میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ سماجی فاصلہ اپنانے کے لیے دنیا بھر کے تعلیمی ادارے، سیاسی و سماجی سرگرمیاں اور سرکاری و نجی دفاتر کو بند کر دیا گیا جس کے سبب افرادِ معاشرہ کو گھر پر اپنوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ سالوں سے دیگر سماجی سرگرمیوں میں مصروف نسلِ نو کو بڑی مدت کے بعد یہ موقع نصیب ہوا کہ خاندان کے تقریباً تمام افراد ایک لمبے عرصے تک ایک ساتھ مل بیٹھنے اور میل جول میں اضافہ ہوا۔

دورِ جدید میں انسان اتنا مصروف ہو چکا ہے کہ پورے دن میں بمشکل کچھ وقت افرادِ خانہ کے ساتھ گزار پاتا تھا۔ ایسے حالات میں کرونا وباء کا یہ ایک مثبت اثر ہے کہ افرادِ خانہ کے باہمی میل جول میں اضافہ ہوا۔ سماجی دوری نے دلوں اور رشتوں میں موجود بہت سی دوریوں کو مٹا کر باہم قربت میں بدل دیا جس سے باہمی محبت و الفت اور

1 البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح (دمشق: دار ابن كثير، 1981م)، رقم الحديث: 5318
Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, "Al-Jami' al-Sahih" (Dimashq: Dar Ibn Kathir, 1981), Hadith number: 5318.

خاندانی ذمہ داریوں کو نبھانے جیسے جذبات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ کرونا وباء کی سنگینی سے جہاں موت کا خوف پیدا ہوا وہیں اپنوں سے بچھڑنے اور ان کو ہمیشہ کے لیے کھو دینے کا اندیشہ بھی لاحق ہوا جس کی وجہ سے لوگوں نے باہمی کدورت کو ختم کیا اور رشتوں کی قدر اور اہمیت کو جانا۔

خاندانی رشتوں میں استحکام

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسانی رشتوں میں اور بطورِ خاص قرابت داروں یعنی خون کے رشتوں میں باہمی محبت و الفت اور ایک خاص کشش رکھی ہے۔ دینِ اسلام اس فطری کشش اور جذبات کو قائم رکھنے اور انہیں ترقی دینے کا حکم دیا۔ بطورِ خاص دینِ اسلام میں قرابت داروں کے خصوصی حقوق رکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه﴾[1]

"اور دو قرابت والوں کو ان کا حق۔"

﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى﴾[2]

"بیشک اللہ حکم دیتا ہے عدل کرنے اور احسان کرنے اور قرابت والوں کو دیتے رہنے کا۔"

درج بالا آیات کے علاوہ قرآنِ مجید میں بیسیوں مقامات پر قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے اور انہیں اپنے مال میں سے دینے کا حکم دیا گیا۔ دینِ اسلام نے انتہائی ناگزیر حالات میں بھی صلہ رحمی کو اختیار کرنے اور قطع رحمی سے بچنے کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ نے قطع رحمی کرنے والے کے بارے میں جنت سے دوری کی وعید سنائی۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ"[3]

1 القرآن: 17:26
Al-Quran, 17:26

2 القرآن: 16:90
Al-Quran, 16:90

3 البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح (دمشق: دار ابن كثير، 1981م)، رقم الحديث: 5984
Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, "Al-Jami' al-Sahih" (Dimashq: Dar Ibn Kathir, 1981), Hadith number: 5984

"قطع تعلق کرنے والے جنت میں نہیں داخل ہو گا۔"

عصرِ حاضر میں انسان اپنی معاشرتی و سماجی، تعلیمی و تدریسی اور سیاسی و معاشی سرگرمیوں میں مصروفیت کے سبب عملی طور پر اپنے اکثر قریبی رشوں اور تعلقات سے لا تعلق ہو چکا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں کرونا وبا کا یہ ایک مثبت پہلو تھا کہ اس نے عرصہ دراز سے اپنے رشتہ داروں سے دور رہنے والوں کو ایک بار پھر سے رشتوں کو مضبوط و مستحکم کرنے کا موقع فراہم کیا۔ دوسرے ملکوں، شہروں اور علاقوں میں روزگار کی غرض سے رہنے والے بیشتر افراد اس وباء کے وقت میں گھروں کو واپس آئے، قریبی رشتوں سے جڑے اور عملاً قطع رحمی اور قطع تعلقی کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ کرونا وباء کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے بہت سی رنجشیں، عداوتیں، بغض اور شکایات دور ہوئیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہوئے صلح صفائی کا معاملہ کیا نیز باہمی میل جول اور ہمدردی کی فضا استوار ہوئی۔

والدین کی خدمت کا موقع

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے حقوق بھی فرض کیے جنہیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے پہلے والدین کے حقوق آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی عبادت و بندگی کے فوراً بعد والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا جس سے والدین کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾[1]

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا﴾[2]

"اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

1 القرآن: 17:23
Al-Quran, 17:23

2 القرآن: 46:15
Al-Quran, 15:46

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾[1]

"اور ہم نے حکم دیا انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جہاد کیلیئے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر انہی کی خدمت کر کے جہاد کر۔[2]

درج بالا آیات کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مرتبہ والدین کے حقوق کو بیان فرمایا۔ ان آیات میں اللہ نے والدین کے متعلق واضح انداز میں نہ صرف اچھا سلوک بلکہ سب سے بہتر اور عمدہ سلوک کرنے کا حکم دیا۔ بد قسمتی سے عصرِ حاضر میں اولاد اپنی دیگر معاشرتی و سماجی، تعلیمی و تدریسی اور سیاسی و معاشی سرگرمیوں میں اس قدر مصروف ہو چکی ہے کہ وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے والدین کے لیے وقت نکالنے سے قاصر ہے۔ اولاد کی یہ دیگر مصروفیات انہیں والدین کی خدمت کے فرضِ اوّلین سے دور کر چکی تھیں۔

ایسی صورتِ حال میں کروناء وبا کا یہ ایک مثبت پہلو تھا کہ اس نے سالوں سے والدین سے دور رہنے والی اولاد اور بچوں کو والدین کی خدمت کا موقع فراہم کیا۔ دوسرے ملکوں، شہروں اور علاقوں میں کام کاج کی غرض سے رہنے والے بیشتر افراد اس وباء کے وقت میں گھروں کو لوٹے، اپنے کے قریب ہوئے اور سب سے بڑھ کر والدین اور بزرگوں کی خدمت کا فرض پورا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ دلوں اور رابطوں میں فاصلے ناقابلِ تسخیر ہو جاتے ہیں۔۔۔ اس لیے کروناوباء کی بدولت وقت اور رشتوں کی اہمیت سے والدین کی قدر اور خدمت کا جذبہ پروان چڑھا۔

باہمی صلاح مشورے کا موقع

کسی بھی اہم کام کی انجام دہی سے قبل اس کے منفی و مثبت پہلوؤں اور اثرات پر غور فکر کرنا ایک فطری جذبہ

---

1 القرآن: 29:8
Al-Quran, 8:29

2 البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح (دمشق: دار ابن كثير، 1981م)، رقم الحديث: 5972
Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, "Al-Jami' al-Sahih" (Dimashq: Dar Ibn Kathir, 1981), Hadith number: 5972.

اور تقاضہ ہے۔ یہ عام مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ باہمی مشاورت سے انجام دیئے گئے امور میں انسان بہت سے مفسدات اور نقصانات سے خود کو دور کرلیتا ہے اور زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر کے بہتر نتائج حاصل کرتا ہے۔ اسی لیے دینِ فطرت ہونے کی وجہ سے اسلام بھی اپنے ماننے والوں کو ہر اہم کام سے پہلے آپس میں صلاح مشورے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کے امور باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ﴾[1]

”اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔“

﴿فَاِنۡ اَرَادَا فِصَالًا عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا﴾[2]

”پس اگر دونوں ارادہ کرلیں دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر۔“

درج بالا قرآنی نصوص مؤمنین کو اپنے جملہ اہم امور میں بامعنیٰ مشاورت کا پابند کرتی ہیں۔ خاندانی مسائل اور امور کے حوالے سے دیکھا جائے تو منگنی، نکاح، شادی بیاہ، تعلیم و تعلم اور دیگر بہت سے امور میں افرادِ خانہ کی مشاورت انتہائی اہم اور ضروری ہوتی ہے۔ انسان کی ضروریات نے اسے اس قدر مصروف کردیا ہے کہ وہ ان جملہ مشاورت طلب اہم امور میں باقاعدہ طور پر مشاورت اور باہمی صلاح و مشورے سے دور ہو چکا ہے۔ جہاں کہیں مشاورت ہوتی بھی ہے تو وقت کی کمی اور مصروفیت کے سبب وہ بھی برائے نام ہوتی ہے جس کی وجہ خاندان کے افراد اور مختلف رشتے بہت سی الجھنوں کا شکار ہیں۔ ایسے حالات میں جب تمام سماجی سرگرمیاں ایک لمبے عرصے کے لیے معطل ہوگئیں تو افرادِ خانہ کو اہم امور اور خاندانی مسائل کے حل کے حوالے سے صلاح و مشورہ کرنے کا ایک طویل اور نادر موقع نصیب ہوا۔ والد اور بڑے بھائی اکثر کام کاج کے سلسلے میں گھر سے باہر ہوتے تھے اور بغیر مشاورت کے خاندانی امور کی انجام دہی کا یا تو حکم دیتے تھے یا خود انجام دے کر اہلِ خانہ کو آگاہ کر

1 القرآن: 42:38

Al-Quran, 38:42

2 القرآن: 2:233

Al-Quran, 2:233

دیتے تھے۔ کرونا وباء کی وجہ سے ان کو زیادہ وقت افرادِ خانہ کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا جس سے اہم خاندانی امور و مسائل میں مشاورت کا عمل شروع ہوا۔ اس مشاورت کی وجہ سے بہت سے خاندانی مسائل اور الجھنوں کو حل کرنے کی قابلِ عمل کاوشیں کی گئیں۔

افرادِ خانہ کی تربیت کے مواقع

دینِ اسلام میں تعلیم و تربیت کو نہایت اہم اور بنیادی مقام حاصل ہے کیونکہ یہی تعلیم و تربیت ہی ہے جو ایک عام انسان کو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتی ہے تو دوسری طرف اسے معاشرے کا ایک کارآمد فرد بناتی ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق تربیت کو علم اور تعلیم و تعلم کا ایک لازمی جزء تصوّر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء کرام کا جو سلسلہ شروع فرمایا اس کا بنیادی مقصد بھی ایک تربیتی عمل کے لیے عملی نمونہ پیش کرنا تھا۔ نبی کریم ﷺ بھی اس دنیا میں ایک معلِم اور مربّی بن کر آئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے فرائض منصبِ نبوت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدۡ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذۡ بَعَثَ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡ أَنفُسِهِمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبۡلُ لَفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ﴾[1]

"یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انھیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انھیں اور سکھاتا ہے انھیں کتاب و حکمت۔"

آیت کریمہ میں بیان کردہ فرائض نبوتِ محمدی ﷺ میں کتاب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفس انسانی یعنی تربیت ہے کو بھی ایک فرض کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے انہی فرائضِ نبوت کو سورۃ البقرۃ آیت 129 اور 151، اور سورۃ الجمعۃ آیت 2 میں ایک دوسری ترتیب کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس دوسری ترتیب میں تزکیۂ نفس انسانی یعنی تربیت کو تلاوتِ آیات کے بعد دوسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرائضِ نبوت میں تعلیم کتاب کی طرح تزکیہ و تربیتِ نفس کو ایک

1 القرآن: 3:164
Al-Quran, 3:164

خاص اور اہم مقام حاصل ہے۔ انبیاء کرام کا کام صرف تعلیم دینا اور پیغام پہنچانا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس پیغام کے مطابق اپنے ماننے والوں کی عملی تربیت کا اہتمام کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہی تربیت سربراہِ خاندان کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے جس کو سورۃ التحریم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اپنے اہلِ خانہ کی تعلیم وتربیت، ان کو اچھے کاموں کی ترغیب دینا اور برے کاموں سے روک کر آخرت کے عذاب وعقاب اور آتشِ دوزخ سے بچانا بھی سرپرستِ اعلیٰ کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے۔[1]

تربیت کی اس بنیادی اہمیت کے باوجود عصرِ حاضر میں سربراہِ خاندان یا والدین اپنی معاشی، معاشرتی اور دیگر اَن گنت مصروفیات کے باعث اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کی تربیت سے یکسر غافل ہو چکے ہیں۔ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کی تگ ودو میں تربیتِ اولاد کی بنیادی فرض سے غفلت برتنے والے مسلمان کو کرونا وباء کی وجہ سے یہ ایک نادر اور قیمتی موقع نصیب ہوا کہ وہ گھر پر اپنے خاندان میں رہ کر ان کی تربیت کر سکے۔ اولاد اور خاندان کے دیگر افراد کی تربیت کے حوالے سے دیکھا جائے تو کووڈ 19 کا یہ ایک مثبت پہلو تھا کہ اس نے عرصے دارز سے اپنے تربیتی فرض سے غافل والدین اور سربراہِ خاندان کو دوبارہ اس عمل کی انجام دہی کا موقع فراہم کیا۔

شادی بیاہ میں فضول خرچی سے بچت

اسلام اعتدال وتوازن کا دین ہے۔ دینِ اسلام کے جملہ احکامات اور معاملات میں اس اعتدال وتوازن کو قائم رکھا گیا۔ قرآن مجید اور احادیثِ رسول ﷺ میں اس اعتدال کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں:

﴿وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمۡ يُسۡرِفُواْ وَلَمۡ يَقۡتُرُواْ وَكَانَ بَيۡنَ ذَٰلِكَ قَوَامٗا﴾[2]

"جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔"

سماجی ومعاشرتی پہلو سے بھی دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو اعتدال وتوازن کا حکم دیتا ہے۔ قرآنِ مجید واضح

1 الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان (مكة المكرمة: دار التربية والتراث، 2001م)، 23: 491
At-Tabari, Muhammad ibn Jarir, "Jami' al-Bayan" (Makkah al-Mukarramah: Dar at-Tarbiyah wa at-Turath, 2001), 23:491.

2 القرآن: 25:67
Al-Quran, 25: 67

انداز میں اس توازان کو قائم رکھنے اور معاشری نظام کو غیر متوازن کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔مال دولت کے خرچ کرنے میں بھی اسلام فضول خرچی کی مذمت کرتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق فضول خرچ لوگوں کو شیاطین کے بھائی کہا گیا ہے۔[1] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ﴾[2]

"بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی اس پہلو کی طرف خاص طور پر راہنمائی فرمائی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً"[3]

"سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ کیا گیا ہو۔"

پاکستانی معاشرہ بہت سی ایسی مذہبی، سیاسی اور سماجی رسومات میں جکڑا ہوا ہے کہ جن کے نقصانات سے کوئی بھی ذی شعور انکاری نہیں ہے، لیکن اس سب کے باوجود نہ چاہتے ہوئے بھی اکثر لوگ ان رسومات کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ ایسی ہی فضول اور غیر ضروری رسومات میں سے ایک رسم شادی بیاہ میں صرف لوگوں کے دکھاوے کے لیے فضول خرچی کرنا بھی ہے۔ یہ ایک عام مشاہدے کی بات ہے کہ پاکستانی معاشرے میں شادی بیاہ میں بہت سی رائج فضول رسومات پر بے بہا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں کرونا وباء کی وجہ سے جب تمام سماجی سرگرمیوں کو ایک طویل عرصے کے لیے محدود کر دیا گیا تو شادی بیاہ کی تقریبات اور ان میں شرکاء کی تعداد بھی محدود کرنا پڑی۔ اس تجربے کا ایک مثبت پہلو یہ سامنے آیا کہ شادی بیاہ میں ہونے والی رسومات کی حوصلہ شکنی ہوئی، ان رسومات پر ہونے والی فضول اخراجات سے نجات ملی اور شادی اور نکاح کا اسلامی حکم اور

---

1 ابن كثير، اسماعيل بن عمر، تفسير القرآن العظيم (بيروت: دار الكتب العلمية، 1491م)، 5: 64
Ibn Kathir, Ismail ibn Umar, "Tafsir al-Quran al-'Azeem" (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1491), 5:64.

2 القرآن: 17:27
Al-Quran, 17:27

3 ولي الدين، محمد بن عبد الله، مشكاة المصابيح (بيروت: المكتب الإسلامي، 1985م)، رقم الحديث: 3097
Wali al-Din, Muhammad ibn Abdullah, "Mishkat al-Masabih" (Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1985), Hadith number: 3097.

فریضہ آسان ہوا۔

گھریلو ذمہ داریوں کی طرف توجہ

موجودہ دور میں سرپرست خاندان کے ساتھ اب خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ مرد وعورت دونوں صبح سویرے گھر سے نکلتے تو رات گئے لوٹ کر آتے۔ ایسے میں بہت سی گھریلو ذمہ داریوں سے صرفِ نظر ہونا فطری بات ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کو مناسب وقت نہ ملنا اور ان کے جملہ امور کا بھی عدم توجہی کا شکار ہونا اہلِ خانہ کی ایک اہم فکر تھی۔ کورونا وباء کے سبب مرد وعورت دونوں کا طویل وقت گھر میں گزرنے سے ان مسائل کے تدارک میں خاطر خواہ مدد ملی، والدین نے بچوں کو بھرپور وقت دیا جس کی بدولت بچوں کے تعلیمی و نفسیاتی مسائل حل ہوئے، بچوں کی کارکردگی اور عادات میں مثبت تبدیلی آئی، گھروں کی صفائی ستھرائی، ترتیب و تنظیم اور تزئین و آرائش پر بھی دھیان دیا جاسکا جو ایک لمبے عرصے سے تعطل کا شکار تھا۔ گھریلو ملازمین کی چھٹیوں کی وجہ سے اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت پیدا ہوئی نیز باہم مل جل کر کام کرنے اور دوسرے کی مدد اور تعاون کی فضا بھی استوار ہوئی۔

کرونا وباء کے خاندانی نظام پر منفی اثرات

کرونا وباء نے جہاں ایک طرف خاندانی نظام پر بعض پہلوؤں سے کچھ مثبت اثرات مرتب کیے ہیں وہاں دوسری طرف اس وباء کے سبب خاندانی نظام بہت سے مسائل اور مشکلات کا شکار بھی ہوا ہے۔ ذیل میں اس وباء کے خاندانی نظام پر ہونے والے منفی اثرات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

بے روزگاری میں اضافہ

کرونا وباء کے سبب دنیا بھر کی معیشتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ترقی یافتہ ممالک کی اسٹاک مارکیٹوں میں کئی دہائیوں بعد شدید مندی کا رجحان دیکھنے میں آیا۔ پاکستان میں بھی بہت سے افراد کو ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے جس سے بے روزگاری میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ خاندانی نظام پر کرونا وباء کے دوران غربت میں اضافے کے سبب بہت سے منفی اثرات پڑے جن کے سبب خاندان میں اور افرادِ خاندان کی معاشی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ انہی معاشی مشکلات نے ذہنی تناؤ کی فضا پیدا کی۔ فقر وفاقہ نے نفسیاتی مسائل بھی پیدا کیے۔

معاشی کفالت میں مشکلات

کروناوباء کے سبب خاندانی نظام اور بطورِ خاص سربراہِ خاندان کے لیے بہت سی مشکلات و مسائل پیدا ہوئے۔ ان مصائب و مشکلات میں سے ایک اہم مشکل افرادِ خانہ کی معاشی کفالت ہے۔ وباء کے آغاز سے ہی تمام قسم کی معاشی سرگرمیوں پر مکمل پابندی لگادی گئی پھر کچھ وقت کے بعد ان پابندیوں میں کچھ نرمی کی گئی لیکن ان تمام حالات میں معاشی کفالت کے ذمہ داروں کو اہلِ خانہ کی کفالت کے حوالے سے نہ حل ہونے والے مشکلات کا سامنا رہا۔ بی بی سی (اردو) کی مئی 2020ء کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں صرف دو مہینوں میں تقریباً ساٹھ لاکھ افراد بے روزگار ہو چکے ہیں۔[1]

پاکستان جو کہ ترقی پذیر اور معاشی اعتبار سے ایک کمزور ملک ہے، یہاں کی صورتِ حال اور بھی دِگرگوں ہے۔ بی بی سی کی 2020ء کی ایک رپورٹ کے مطابق کروناوباء کے صرف ابتدائی چند مہینوں میں ایک کروڑ افراد کے بے روزگار ہونے کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا۔[2]

بہت سے سرکاری و نجی دفاتر میں عملے کی تعداد کم کرنے کا رجحان دیکھا گیا جسے لوگوں میں نوکری کے حوالے سے ایک خوف اور بے یقینی کی صورتحال بھی پیدا ہوئی۔ نیز اکثر اداروں میں کئی ماہ کی تنخواہ کٹوتی کرکے ادا کی جاتی رہی جسے سفید پوش لوگوں کا گزربسر کرنا ناممکن ہوگیا۔ لوگ بچوں کو سکولوں سے اٹھانے پر مجبور ہوگئے تاکہ انکی ماہانہ فیس سے کچھ بچت ہو سکے۔ ان تمام صورتحال سے پریشانی اور غم وغصے کی فضا پیدا ہوئی۔ گھریلو ماحول اور رشتوں میں ایک تناؤ سا پیدا ہونے لگا۔ جسے مارپیٹ اور گھریلو تشدد میں بھی اضافہ ہوا۔

باہمی مخاصمت اور لڑائی جھگڑوں اضافہ

یہ ایک فطری بات ہے کہ جہاں بھی مختلف افراد ایک عرصے تک اکھٹے رہتے ہیں وہاں باہمی محبت و الفت میں اضافے کے ساتھ ساتھ کچھ ناخوشگوار واقعات بھی رونما ہوتے ہیں۔ کروناوباء کے سبب تعلیمی، معاشی اور دیگر تمام معاشرتی و سماجی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی یا ان کو محدود کردیا گیا تو تقریباً تمام افرادِ خانہ کا زیادہ وقت گھر میں ہی گزرنے لگا۔ سکولوں کی بندش کی وجہ سے بچوں کا ہمہ وقت بغیر کسی مصروفیت کے گھر پر رہنا بہت سے مسائل کا

1 https://www.bbc.com/urdu/world-52790988 (29-10-2021)

2 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-52209087 (29-10-2021)

سبب بنا۔ چھوٹے بچوں اور بہن بھائی کی آپس کی نوک جھوک اور شرارتوں کی وجہ سے بڑوں کے درمیان بھی لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ مشترکہ خاندانی نظام میں ایسے مسائل آئے روز رونما ہوتے ہیں۔

رشتے داروں سے دوری کا رجحان

پاکستان میں عام طور پر مشترکہ اور جداگانہ دونوں قسم کے خاندانی نظام موجود ہیں۔ گاؤں اور دیہاتوں میں زیادہ تر لوگ مشترکہ خاندانی نظام کے تحت زندگی گزارتے ہیں جس میں ماں باپ اور بچوں کے علاوہ دیگر بہت سے قریبی رشتے دار بھی ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس شہری علاقوں میں جداگانہ خاندانی نظام رائج ہے۔ کرونا وباء کے سبب دور کے رشتے داروں سے تعلق منقطع ہو گیا۔ شادی بیاہ کی تقریبات کو مختصر کر دیا گیا جس کی وجہ سے رشتے داروں سے دوری میں اضافہ ہوا۔ ذی الاقارب کی خبر گیری اور امداد نہ کر سکنا بھی کرونا وباء کا ایک انتہائی منفی اثر ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر بڑے واضح اور تاکیدی انداز میں قریبی رشتوں کو ان کے حقوق دینے اور ان کی مدد کا حکم دیا گیا لیکن سماجی دوری اور پابندیوں کے سبب رشتے داروں سے ایک قسم کی لاتعلقی کا رجحان پیدا ہوا۔

سطورِ بالا میں کی گئی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ کرونا وباء نے نظامِ زندگی کے تمام شعبوں کو شدید متاثر کیا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اس وباء کے اکثر و بیشتر اثرات منفی حوالوں سے ہیں۔ پاکستان میں خاندانی نظام، جو کہ اسلامی اصولوں پر قائم ہے، اس وباء سے شدید متاثر ہوا ہے لیکن یہاں یہ اثرات منفی و مثبت دونوں حوالوں سے ہیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو خاندانی نظام پر اس وباء کے مثبت اثرات بھی کافی زیادہ ہیں۔ مختصراً یہ کہ اس وباء نے پاکستان میں خاندانی نظام کو جہاں بہت سی مشکلات و مصائب سے دوچار کیا وہاں اس کے سبب خاندانی نظام کو بہت سے خوشگوار اور مثبت اثرات بھی نصیب ہوئے۔ یوں اسلامی خاندانی نظام پر اس وباء نے مثبت و منفی ہر دو پہلوؤں سے بہت سے اثرات مرتب کیے ہیں۔

نتائج بحث

اس مقالے میں کی گئی بحث و تحقیق کے بعد درج ذیل نتائج یقینی طور پر اخذ کیے جاتے ہیں:

- کرونا وباء ایک عالمی موذی اور وبائی مرض ہے جس نے بلا تفریقِ مذہب و ملت اور ملک و علاقہ دنیا بھر کے کروڑوں افراد کو متاثر کیا اور اس وباء کے سبب لاکھوں افراد اپنی جان کی بازی ہار گئے۔

- اس وباء نے دنیا بھر میں تمام شعبہ ہائے حیات کو شدید متاثر کیا۔ اس کے اثرات مختلف ملکوں میں کم اور زیادہ ہیں۔ پاکستان میں اس کے اثرات دیگر ممالک کی نسبت بہت ہی کم ہیں۔
- پاکستانی خاندانی نظام پر اس وباء کے بعض اہم مثبت اثرات میں والدین کی خدمت کے مواقع، بچوں کی تربیت، رشتہ داروں سے میل جول، نکاح میں آسانی اور شادی بیاہ کی فضول رسومات سے چھٹکارا شامل ہیں۔
- خاندانی نظام پر کرونا وباء کے منفی اثرات میں سے خاندان کی معاشی کفالت میں مشکلات، دور دراز علاقوں میں رہنے والے قریبی رشتوں سے دوری، خاندانی مخاصمت اور اضطراب و بے چینی جیسے تجربات شامل ہیں۔
- کرونا وباء میں سماجی دوری اور احتیاط کی جدید اصطلاحات کی بنیادیں دینِ اسلام، جس کی عملی صورت سنتِ نبوی ﷺ ہے، میں موجود ہیں۔
- دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایسے غیر معمولی حالات میں علاج واحتیاط کے ساتھ ساتھ توکل علی اللہ کا بھی درس دیتا ہے کیوں کہ علاج واحتیاط کے باوجود بہر حال حقیقی شفا دینے والی ذات وہی ہے۔